روزنامہ الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون: ۲۲۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۳۱ انوار-۲۴- شعبان ۱۴۱۴ھ '۶- تبلیغ ۷۳ ۱۳ھش '۶- فروری ۱۹۹۴ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے اصلی گھروں کو یاد کرو

دوستو! تم اس مسافر خانہ میں محض چند روز کے لئے ہو' اپنے اصلی گھروں کو یاد کرو۔ تم دیکھتے ہو کہ ہر ایک سال کوئی نہ کوئی دوست تم سے رخصت ہو جاتا ہے ایسا ہی تم بھی کسی سال اپنے دوستوں کو داغ جدائی دے جاؤ گے۔ سو ہوشیار ہو جاؤ اور اس پر آشوب زمانہ کی زہر تم میں اثر نہ کرے۔ اپنی اخلاقی حالتوں کو بہت صاف کرو۔ کینہ اور بغض اور نخوت سے پاک ہو جاؤ۔

(حضرت مسیح موعود۔ اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ آپ پر سلامتی ہو)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

اگر کوئی شخص اس غرض کے لئے چندہ دیتا ہے یا ہماری دینی ضروریات میں شریک ہوتا ہے کہ اس کا نام شائع کیا جائے' تو یقیناً سمجھو کہ وہ دنیا کی شہرت اور نام و نمود کا خواہشمند ہے' لیکن جو شخص محض اللہ تعالیٰ کے لئے اس راہ میں قدم رکھتا ہے اور خدمت دین کے لئے کمربستہ ہوتا ہے' اس کو اس بات کی کچھ بھی پرواہ نہیں ہوتی۔ دنیا کے نام کچھ حقیقت اور اثر اپنے اندر نہیں رکھتے ہیں۔ نام وہی بہتر ہوتے ہیں' جو آسمان پر رکھے جائیں۔ کاغذات کا کیا اثر ہے۔ ایک دن ہوتے ہیں اور دوسرے دن ضائع ہو جاتے ہیں' لیکن جو کچھ آسمان پر لکھا جاتا ہے وہ کبھی محو نہیں ہو سکتا۔ اس کا اثر ابدالاباد کے لئے ہوتا ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۲۶-۲۲۵)

اعلیٰ اخلاق کا نمونہ دکھائیں

(حضرت خلیفتہ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

ایسے سفاک لوگ بھی دیکھے جاتے ہیں جو اپنے بچوں پر ظلم کرتے ہیں اپنی بیویوں کو نفرتوں کا نشانہ بناتے ہیں اپنے گھر میں ایک جہنم بنا دیتے ہیں بجائے اس کے کہ وہ گھر رحمت اور تسکین کے موجب بنیں ان گھروں میں ہر سینے میں آگ بھڑک رہی ہوتی ہے اور بعض ایسے بد نصیب لوگ ابھی تک احمدیوں میں بھی موجود ہیں۔ بعض بچے مجھے بڑے دردناک خط لکھتے ہیں کہ ہمیں تو کچھ سمجھ نہیں آتی کہ کہاں جائیں۔ کیا کریں۔ ماں کے ساتھ بچپن سے جو ظلم ہوتے ہم نے دیکھے اور پھر بڑے ہو کر ہماری طرف ان ظلموں کے رخ پھیرے گئے ہم تو سوچ بھی نہیں سکتے کہ باپ ہوتا کیا ہے اور وہ کیسے باپ ہیں جو بچوں سے پیار کرتے ہیں۔ اپنی بیویوں کے حقوق ادا کرتے ہیں شاذ شاذ خط اس مضمون کے بھی آتے ہیں اور میں حیران رہ جاتا ہو کہ اس احمدیت کا کیا فائدہ جس احمدیت کے نتیجہ میں انسان انسان بھی نہ بن سکے۔ اس کو وہم ہے کہ اس نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو پہچانا اور قبول کیا۔ کیونکہ جو شخص حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کو پہچانے اور قبول کرے اس کے اندر اتنی پاک تبدیلیاں لازماً ہونی چاہئیں کہ وہ جانور سے انسان بننا شروع ہو جائے اور رفتہ رفتہ اس کے اخلاق ترقی کریں۔ اگر یہ نہیں ہے تو پھر روحانیت کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ روحانیت کا مضمون تو بہت بعد کا مضمون ہے۔ یہ لطیف فضاؤں کا مضمون ہے جو شخص زمین کی سطح پر بھی چلنا نہیں جانتا بلکہ کیچ میں دھنس رہا ہے اس کے متعلق یہ خیال کر لینا کہ یہ روحانی پرندہ بن کر آسمان روحانیت پر پروازیں کریگا یہ تو پاگلوں اور جاہلوں والی باتیں ہیں۔ اس لئے حقیقت شناس بنیں ایسے اعلیٰ اخلاق کا نمونہ دکھائیں۔ اگر شروع میں طبعاً نہیں تو جبراً ان اخلاق کو اختیار کریں کہ رفتہ رفتہ آپ کے اندر وہ صلاحیتیں بیدار ہو جائیں جن صلاحیتوں کو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرما رکھا ہے۔ آپ کو وہ عطا فرمائی ہوئی ہیں۔ اور ہر شخص کو عطا فرمائی ہوئی ہیں۔

(از خطبہ فرمودہ ۶۔ دسمبر ۱۹۹۱ء)

نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تجھے ناپسند ہو کہ لوگوں کو اس کا پتہ چلے اور تیری کمزوری سے واقف ہوں۔

شکریہ احباب

○ محترمہ بیوہ ڈاکٹر شیخ محمد حنیف صاحب سابق امیر جماعت ہائے صوبہ بلوچستان تحریر فرماتی ہیں :-

میرے شوہر محترم شیخ محمد حنیف صاحب کی وفات پر جن احباب جماعت نے محبت بھرے تعزیتی خطوط لکھے ان کا ہم فرداً "فرداً" جواب نہیں دے سکتے۔ الفضل کے توسط سے ان سب بہن بھائیوں کے شکر گذار ہیں۔ اور محترم شیخ صاحب کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

ولادت

○ مکرم فضل الٰہی قمر صاحب میڈ رڈ سپین کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود مکرم مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر مبلغ پرتگال کا پوتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نومولود کا نام ازراہ شفقت "طاہر احمد" تجویز فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک۔ صالح اور خادم سلسلہ بنائے۔ نیز والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔

اعلان نکاح

○ مکرم محمود مجیب اصغر صاحب امیر ضلع مظفر گڑھ کی بڑی بچی عائشہ نصرت طالبہ علم ایم اے (انگلش) کی تقریب رخصتانہ ۸۔ جنوری ۱۹۹۴ء کو عمل میں آئی۔ بچی کا نکاح عزیز چوہدری مظفر احمد صاحب (انجینئر) کے ہمراہ ۲۱۔ اگست ۱۹۹۲ء کو مظفر گڑھ میں پڑھا گیا تھا۔

برات ٹنڈو محمد خان (سندھ) سے ۷۔ جنوری کو ربوہ پہنچی اور انصار اللہ گیسٹ ہاؤس میں قیام کیا۔ رخصتانے کی تقریب بھی دفتر انصار اللہ کے لان میں ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم محترم مبارک مصلح الدین احمد صاحب نے کی۔ حضرت مسیح موعود کے

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر : آغا سیف اللہ - پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت : دار النصر غربی - ربوہ

قیمت
دو روپیہ

تبلیغ ۳ ۷۳ھش ۶ - فروری ۱۹۹۴ء

جسمانی اذیت - یا ذہنی اور روحانی

کشمیر جل رہا ہے۔ جل تو رہا ہے ۱۹۴۷ء سے لیکن اب اس کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے ہیں۔ ہر روز بھارتی سیکورٹی افواج کے ہاتھوں کشمیری مارے جا رہے ہیں۔ چلتے پھرتے بھی گولی ماردی جاتی ہے۔ اور حراست میں طے کر اور اذیتیں دے کر بھی انہیں ختم کر دیا جاتا ہے۔ ہڑتالیں ہو رہی ہیں زندگی مفلوج ہو کر رہ جاتی ہے اور اب عالمی ضمیر بیدار ہو رہا ہے کہ کشمیر کو اس آگ سے نکالنا چاہئے۔ یہ کام مشکل تو نہیں ہے کیونکہ اصول تو اقوام متحدہ نے طے کر رکھے ہیں لیکن اگر آگ سے نکالنا مقصود نہ ہو تو کس طرح نکالا جائے۔ بھارت اسے اپنا اٹوٹ انگ کہہ کر طاقت کے بل پر اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہے اور یہی بات جلتی پر تیل کا کام دیتی ہے۔

لیکن کیا کشمیری اس بات پر افسوس کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ مارے جا رہے ہیں۔ وہ تو کہتے ہیں کہ ہم سب بھی کٹ مریں گے لیکن آزادی کا حق لے کر رہیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ جسمانی اذیت بھی تکلیف دہ تو ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ذہنی اذیت جسمانی اذیت سے بہت زیادہ تکلیف دہ ہے۔ وہ اس لئے جانیں دے رہے ہیں کہ ذہنی اذیت سے چھٹکارا حاصل کریں۔ ان کے حقوق انہیں مل سکیں وہ خود فیصلہ کر سکیں کہ انہیں کیسی حکومت چاہئے۔

ایک دو روز ہوئے فاروق عبداللہ نے بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ پاکستان کشمیریوں کی بات کرتا ہے وہ اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھے کہ پاکستان میں قادیانیوں (احمدیوں) ہندوؤں اور عیسائیوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ اس کے جواب میں پاکستان کے وزیر خارجہ نے بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے فاروق عبداللہ سے پوچھا کہ پاکستان میں کتنے قادیانی (احمدی) مارے گئے ہیں۔ فاروق عبداللہ کیا بتائیں گے۔ ہم سے پوچھئے۔ ہمارا جواب ہے۔ شائد بہت کم - احمدیوں کی جسمانی موت کا تو سوال ہی نہیں ہے ان میں سے ہر ایک جان دینے کے لئے تیار ہے۔ ان کی ذہنی آزادی کا سوال ہے۔ وہ یہ نہ کہیں وہ نہ کہیں جو کچھ وہ گزشتہ ایک سو سال سے زائد عرصہ سے کہتے اور کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اب وہ نہ کریں۔ یہ پابندیاں جسمانی موت سے زیادہ تکلیف دہ ہیں۔ ان کی طرف دیکھئے۔ ہماری جسمانی موت تو کوئی معنی ہی نہیں رکھتی۔ کیا وزیر خارجہ دوبارہ اپنی بات دہرانے سے قبل غور کریں گے کہ اصل اذیت جسمانی ہوتی ہے یا ذہنی اور روحانی۔

مری کم نگاہی پہ تو نے کہا
بریں عقل و دانش بباید گریست
مرے عقلِ کل! یہ دعا ہے مری
کہ ہو نیکیوں پر مری مرگ و زیست

ابو الاقبال

○

مُوت ہے دِل کا لگانا مجھے معلوم نہ تھا
یہ ہے جی جان سے جانا مجھے معلوم نہ تھا

جُرم ہے بزم میں آنا مجھے معلوم نہ تھا
ہے سزا جان سے جانا مجھے معلوم نہ تھا

آج تو پھیر لیں اپنوں نے بھی آنکھیں مجھ سے
یُوں بدلتا ہے زمانا مجھے معلوم نہ تھا

زندگی خوابِ مسلسل کے سوا کچھ بھی نہیں
مَوت ہے ہوش میں آنا مجھے معلوم نہ تھا

لَب بھی ہرگز نہ کُھلیں آنکھ بھی وا ہو نہ سکے
یوں بھری بزم سے جانا مجھے معلوم نہ تھا

قولِ حَق میں تو سرِ دار بھی کہہ دیتا ہوں
مصلحت بیں ہے زمانا مجھے معلوم نہ تھا

حَسرتیں لاکھ گناہوں کی دَبی ہیں دِل میں
عمرِ رفتہ کو بُلانا مجھے معلوم نہ تھا

سینہ گُل ہوُا صَد چاک چمن میں آخر
حُسن ہے غم کا فسانا مجھے معلوم نہ تھا

جَب تلک دیکھا نہ تھا رُوٹھ کے من جانا ترا
جان میں جان کا آنا مجھے معلوم نہ تھا

ذکرِ غم چھیڑ کے میں تم سے ہوُا ہوں نادم
تم کہیں رُوٹھ نہ جانا مجھے معلوم نہ تھا

مَرحَبا تیرے ہر اِک شعر کے شیشے میں نصیَر
یُوں پَری کا اُتر آنا مجھے معلوم نہ تھا

نصیر احمد خاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت الثانی۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے

علمی مسائل

(کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ زمین و آسمان کا مالک ہے) اس میں بھی اس طرف اشارہ ہے کہ ہر کلام جب آئے یا جب اسے دوبارہ زندہ کیا جائے وہ ایک انقلاب چاہتا ہے اور یہی امر لوگوں کے خیال میں ناممکن ہوتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ ایسے انقلاب پر قادر ہے۔ خواہ نئے کلام کے ذریعہ سے وہ انقلاب پیدا کر دے خواہ پرانے کلام ہی کو زندہ کر کے انقلاب پیدا کر دے۔

یہ میں نے جو معنے کئے ہیں وہ جدید ہیں۔ لیکن آیت کے تمام ٹکڑوں کا حل انہی معنوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ پہلے اس کے معنے یہ کیا کرتے تھے کہ قرآن میں بعض آیتیں اللہ تعالیٰ نازل کرتا اور پھر انہیں منسوخ کر دیتا ہے۔ مخالف ان معنوں پر تمسخر کیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ وہ آیت نازل کر کے اسے منسوخ کیوں کرتا ہے۔ کیا اسے حکم نازل کرتے وقت یہ علم نہیں ہوتا کہ یہ حکم لوگوں کے مناسب حال نہیں۔ دوسرے نسخ سے تو اس کی کمزوری ثابت ہوتی ہے پھر اس کے ذکر کے بعد اس فقرے کے کیا معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ مگر جو معنے میں نے کئے ہیں ان میں ایک زبردست قدرت کا اظہار ہے۔

یہ آسان کام نہیں کہ ایسے قانون کو جو لوگوں کے دلوں پر نقش کالحجر کی طرح جما ہوا ہو۔ اور جسے چھوڑنے کے لئے وہ کسی صورت میں تیار نہ ہوں مٹا کر اس کی جگہ ایک نیا قانون قائم کر دیا جائے۔ یا جبکہ ایک قوم مرتی ہو اور الٰہی قانون کو پس پشت ڈال چکی ہو اور اس کی خوبیوں سے غافل ہو گئی ہو پھر اس مردہ قوم میں سے ایک حصہ کو زندہ کر کے اس بھلائی ہوئی تعلیم کی محبت اس کے دل میں ڈال دے۔ اور اس کے ذریعہ سے پھر اسی تعلیم کی حکومت دنیا میں قائم کر دے۔ یقیناً یہ نہایت ہی مشکل کام ہے اور اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان قدرت پر دلالت کرتا ہے اور اسی قدرت کے مزید اظہار کے لئے آیت کے آخر میں یہ مزید الفاظ بڑھا دیئے گئے ہیں کہ کیا تو نہیں جانتا کہ زمین و آسمان کی بادشاہت اللہ کے لئے ہے کیا تمہیں علم نہیں کہ زمین و آسمان کی بادشاہت خدا ہی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ایسا انقلاب نہایت آسانی سے پیدا کر سکتا ہے۔

غرض اولوالعزم انبیاء ایک قیامت ہوتے ہیں جن کے ذریعہ سے پرانی نسل مٹا دی جاتی اور ایک نئی نسل قائم کی جاتی ہے۔ اور چونکہ وہ نیا نظام قائم کرتے ہیں۔ ان کے زمانہ کو مذہبی اصطلاح میں یوم قیامت بھی کہتے ہیں۔ ان کے زمانہ میں یوم قیامت کی دونوں خصوصیات پائی جاتی ہیں یعنی ایک دفعہ سب اہل زمانہ پر موت اور پھر دوسری دفعہ حیات۔ انبیاء کی بعثت کے ساتھ ہی پہلے تو دنیا پر موت طاری ہو جاتی ہے اور قرب الٰہی کے وہ تمام دروازے جو پہلے اس کے لئے کھلے تھے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور پھر اس زمانہ کے نبی کے ذریعہ سے نئے دروازے قرب الٰہی کے کھولے جاتے ہیں۔ گویا پہلی عمارت کو وہ گرا دیتے ہیں۔ اور اس کی جگہ نئی عمارت کھڑی کرتے ہیں۔ خواہ پہلی عمارت منسوخ شدہ شریعت کی ہو یا لوگوں کی خود ساختہ عمارت ہو جسے محفوظ شریعت کو متروک قرار دے کر لوگوں نے خود کھڑا کر لیا ہو۔ اس زمانہ کو قرآنی اصطلاح میں الساعۃ بھی کہتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ کی نسبت قرآن کریم میں آتا ہے جو لوگ کافر ہیں انہیں ورلی زندگی کے سامان بڑے خوب صورت نظر آتے ہیں۔ اور وہ ان لوگوں سے جو مومن ہیں ٹھٹھے کرتے ہیں حالانکہ قیامت کے دن مومن ان پر غالب ہوں گے۔ گو قیامت کے دن غالب ہوں گے کا نظارہ قیامت کے دن کو بھی ہو گا جو مرنے کے بعد آنے والا ہے جبکہ کفار دوزخ میں جائیں گے اور مومن جنت میں مگر اس قیامت کے دن سے لوگ نصیحت نہیں حاصل کر سکتے اور اس آیت میں اسی امر کو صداقت کی دلیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ پس اس آیت میں یوم قیامت سے مراد وہ دن ہے جس دن محمد ﷺ کو فتح حاصل ہوئی اور کفار کو شکست۔ جس دن دنیا نے یہ عجیب نظارہ دیکھا کہ وہ جو اکیلا تھا اور قوم کے ظلموں کا ستایا ہوا وہ حاکم ہو گیا اور وہ جو ملک کے بادشاہ تھے محکوم بن گئے۔

ایک دوسری جگہ قرآن کریم میں رسول کریم ﷺ کے زمانے کو الساعۃ کے نام سے بھی یاد کیا گیا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ قیامت آگئی اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ چاند پھٹ گیا ہے۔

چاند کس طرح پھٹا میں اس موقعہ پر اس بحث میں نہیں پڑتا۔ بلکہ میں آیت کے پہلے حصے کی طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ اس چاند پھٹنے کے واقعہ پر تیرہ سو سال گزر چکے ہیں اور چودھویں صدی کا نصف سے بھی زیادہ وقت گزر چکا ہے مگر قیامت ابھی تک نہیں آئی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ چونکہ چاند پھٹ گیا ہے اب قیامت آئی سمجھو۔ یہ سوال بھی غور طلب ہے چاند کے پھٹنے کا اس قیامت سے کیا تعلق ہے جو مابعد الموت آنے والی ہے۔ چاند کے پھٹنے سے قیامت موعودہ کی طرف اشارہ نکالنا تو وہی بات ہو گی جیسے کہتے ہیں ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ۔

اصل بات یہ ہے کہ اس آیت میں قیامت سے مراد مابعد الموت قیامت نہیں بلکہ رسول کریم ﷺ کا غلبہ مراد ہے۔ اور اس روحانی احیاء کی طرف اشارہ ہے جو آپ کے ذریعہ سے ہونے والا تھا۔ اور چاند کے پھٹنے کا جو واقعہ تھا وہ اس رنگ میں ہی تھا وہ درحقیقت ایک پیش گوئی تھا عرب کی حکومت کے زوال کی نسبت۔ چنانچہ علم تعبیر الرویاء میں چاند سے مراد حکومت عرب بیان کی گئی ہے پس اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ چاند کے پھٹنے کا واقعہ عرب کے موجودہ نظام کے مٹ جانے پر دلالت کرتا ہے اور اس کا لازمی نتیجہ محمد ﷺ کا غلبہ اور آپ کے نظام کا قیام ہو گا۔ پس ہم تم لوگوں کو توجہ دلاتے ہیں کہ اس دن کے آنے سے پہلے ہی اپنی اصلاح کر لو۔

ہماری تاریخ

اپنی تصنیف حیات نور میں محترم شیخ عبدالقادر صاحب سابق سوداگر مل تحریر کرتے ہیں۔

حضرت مولوی صاحب (حضرت مولانا نورالدین) کی زندگی میں ایک خاص بات جو ہمیشہ نمایاں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ جہاں کہیں رہے آپ نے دینیات کی تعلیم حاصل کرنے والے طالب علموں کی ایک جماعت ہمیشہ اپنے پاس رکھی۔ اور اپنی آمد کا ایک حصہ اکثر وقت ان پر خرچ کرتے رہے۔ پندرہ سولہ سال ریاست کشمیر میں گزارے۔ اپنی زندگی جیسا کہ آپ کا طرہ امتیاز رہا ہے۔ ہمیشہ سادگی کے ساتھ گزاری اور اپنی آمد کا کثیر حصہ ہمیشہ بیواؤں یتیموں مسکینوں اور غرباء پر خرچ کرتے رہے۔ مستحق طالب علموں پر بھی سارا بوجھ خود ہی برداشت کرتے رہے بلکہ بعض ایسے طلباء کو بھی آپ کی طرف سے وظیفہ ملتا جو دوسرے سکولوں یا کالجوں میں تعلیم پاتے۔ محترم ڈاکٹر عطر دین صاحب فرماتے ہیں کہ میں جب وٹرنری کالج میں تعلیم پاتا تھا مجھے ۱۹۰۶ء سے لے کر ۱۹۱۰ء تک ۵ روپے ماہوار برابر دیتے رہے۔

حضرت مسیح موعود کے در پر آکر دھونی رمانے کے بعد تو جس قدر محنت اور توجہ آپ نے سلسلہ کے لئے علماء تیار کرنے میں صرف کی وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب حضرت مرزا شریف احمد صاحب حضرت میر محمد اسحاق صاحب حضرت حافظ روشن علی صاحب حضرت مولوی غلام نبی صاحب مصری حضرت صوفی غلام محمد صاحب المعروف ماریشسی اور دیگر علماء جنہوں نے امامت ثانیہ میں شاندار کارنامے سرانجام دیئے سب آپ ہی کے شاگرد تھے۔ ذیل میں جناب ایڈیٹر صاحب البدر کا ایک نوٹ درج کیا جاتا ہے جس سے اس سلسلے میں آپ کے کام کا کسی قدر اندازہ ہو سکتا ہے۔ محترم ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں۔

"ایک درس کتب دینیات کا حضرت مولوی صاحبؓ کے ہاں خاص ہے جس میں پانچ دس طلباء ہمیشہ حضرت مولوی صاحب موصوف سے تفسیر' ترجمہ' حدیث' فقہ' صرف و نحو' معانی' منطق' فلسفہ' طب وغیرہ علوم کی تحصیل کرتے ہیں۔ حضرت مولوی صاحب کے وقت کا اکثر حصہ ان طلباء کی تعلیم میں صرف ہوتا ہے۔ ان طلباء کے ہر طرح کے گزارے کی صورت بھی اکثر حضرت مولوی صاحب کے ذمہ ہی ہے۔ جس میں بعض احباب کو ماہواری یا وقتاً" فوقتاً" امداد بھی دیا کرتے ہیں۔ اس سال کے بعض طلباء یہ ہیں مولوی غلام نبی صاحب مصری' حافظ روشن علی صاحب' میاں غلام محمد صاحب کشمیری' ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب' سید عبدالحی صاحب' عبدالرحمان صاحب محمد جی ہزاروی' محمد شاہ' ابو سعید عرب صاحب' محمد یار"

حضرت مولوی صاحب نے یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رکھا حتیٰ کہ امامت کے ایام میں بھی آپ کا یہ فیض جاری رہا۔ اور میں سمجھتا ہوں آپ کا یہ کارنامہ اس قدر عظیم الشان ہے کہ شائد اس کی مثال ملنا محال ہو۔ آپ

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر محمد ارشد چوہدری

اردو بحیثیت ذریعہ تعلیم

مکرم یعقوب امجد صاحب نے قومی زبان بحیثیت ذریعہ تعلیم و تدریس پر جو اظہار خیال فرمایا ہے۔ اس میں انہوں نے بعض حقائق سے صرف نظر کیا ہے۔ جن کی نشان دہی قومی اور جماعتی مفاد میں ضروری معلوم ہوتی ہے۔

اردو زبان کے گذشتہ دو صدیوں میں بے نظیر ارتقاء سے کسی کو انکار نہیں۔ اور نہ ہی اردو کے وسعت ظرف کے متعلق دو رائیں ہو سکتی ہیں۔ لیکن اردو زبان بحیثیت ذریعہ تعلیم ایک الگ مسئلہ ہے۔ اردو اپنی تمام تر صلاحیتوں کے باوجود۔ بعض تاریخی مجبوریوں کے باعث۔ اس کام کی اہل نہیں ہے۔ کہ اس کے سپرد۔ تعلیم و تدریس۔ کلی طور پر کی جا سکے۔ ہاں جزوی طور پر بعض شعبہ ہائے تعلیم ایک معقول حد تک اردو کے متحمل ہو سکتے ہیں۔ اور ہو بھی رہے ہیں۔ میٹرک کی سطح تک تو ملک کے اکثر سکولوں میں ذریعہ تعلیم اردو ہی ہے۔ بلکہ ایف اے اور بی اے کی سطح تک بھی عملاً ذریعہ تعلیم اردو ہی ہے۔ ہر لیکچرار عملاً اردو میں ہی پڑھانے پر مجبور ہے۔ کیونکہ طلباء و طالبات کی غالب اکثریت انگریزی پڑھنے۔ لکھنے۔ بولنے اور سننے سے عاری ہوتی ہے۔

لیکن میٹرک تک قانوناً" اور بی اے تک عملاً اردو میں ہی پڑھنے اور پڑھانے کے باوجود تعلیمی معیار نہ صرف مایوس کن حد تک گر چکا ہے۔ بلکہ اکثر و بیشتر وہ "معیار" کی کمزور ترین تعریف پر بھی پورا اترتا نظر نہیں آتا۔ خود اردو زبان۔ جو شروع سے آخر تک سو فیصد اردو زبان میں ہی پڑھائی جاتی ہے۔ کی حالت یہ ہے۔ ۹۰ فیصد سے زائد ایم۔ اے اردو۔ اردو زبان کے چہرے پر بدنما داغوں سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔

یعقوب امجد صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ ذریعہ تعلیم اردو نہ ہونے کے باعث "پاکستان کے نوجوانوں کی ذہانت و فطانت سے پورا پورا استفادہ نہیں کیا جاتا۔" نیز "کتنے ہی ذہین و فطین طلبہ ہر سال تعلیم کے اعلیٰ مدارج سے محروم رہ جاتے ہیں۔" وغیرہ وغیرہ۔ میری ان سے یہ گذارش ہے۔ کہ یہ تمام ذہین و فطین طلبہ دراصل اردو میں ہی تمام مضامین کی تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں۔ اور ان میں سے کم و بیش آدھے طلبہ تو امتحانات میں بھی اردو کو ہی ذریعہ تعلیم کے طور پر اختیار کرتے رہے ہیں۔ لیکن پھر بھی وہ کوئی تعلیمی معیار پیش نہ کر سکے۔ میٹرک تک تمام مضامین اردو میں پڑھنے اور لکھنے کے باوجود بھی یہ ذہین و فطین طلبہ کیوں تعلیم کے اعلیٰ مدارج سے محروم رہ گئے۔ اور کیوں پاکستان کے ان نوجوانوں کی ذہانت و فطانت سے پورا پورا استفادہ نہ کیا جا سکا۔ و قس علیٰ ہٰذا۔ کہیں " نوجوانوں کی اس حق تلفی اور وطن عزیز کی اپنے قابل اور روشن دماغوں کی خدمات سے محروم رہنے۔" کی کوئی اور وجہ تو نہیں ہے؟ اگر فاضل مضمون نگار کی اس تشخیص کو درست تسلیم کر لیا جائے۔ کہ تعلیمی انحطاط کی واحد وجہ اردو کا ذریعہ تعلیم نہ ہونا ہے۔ تو جہاں جہاں اور جس جس سطح پر ذریعہ تعلیم اردو ہے۔ وہاں وہاں اور اس اس سطح پر معیار تعلیم بالعموم بلند تر ہونا چاہئے تھا۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے۔ ہائی سکول کی سطح تک۔ جہاں تک کہ ذریعہ تعلیم اردو ہی ہے کا تعلیمی معیار بھی اتنا ہی پست ہے۔ جتنا کہ کسی اور سطح تعلیم کا۔ علاوہ ازیں کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر بھی بہت سارے مضامین میں اختیاری طور پر اردو کو ذریعہ تعلیم بنانے کی نہ صرف اجازت ہے۔ بلکہ طلبہ کی ایک بڑی تعداد اردو کو ذریعہ تعلیم کے طور پر اختیار بھی کرتی ہے۔ لیکن نتیجہ۔ ڈھاک کے وہی تین پات۔ گویا کہ یہ بات یقینی طور پر کہی جا سکتی ہے۔ کہ تعلیمی انحطاط کی وجہ اور کچھ بھی ہو۔ اردو ذریعہ تعلیم کا فقدان ہرگز نہیں ہے۔ اس اعتبار سے صاحب مضمون کے تحریر کردہ "دانشوروں کے اقوال" اور "قائداعظم کے فرمودات" کا اس مضمون سے کوئی تعلق باقی نہیں رہ جاتا۔

اب سوال یہ باقی رہ جاتا ہے۔ کہ اگر تعلیمی زبوں حالی کی وجوہات وہ نہیں ہیں۔ جو مضمون نگار نے بیان کی ہیں۔ تو پھر وہ کیا ہیں؟ میرے خیال میں اس کی وجوہات تاریخی۔ تہذیبی اور تمدنی انواع میں سے ہیں۔

۱۔ تاریخی وجوہات گذشتہ دو صدیوں میں جو تاریخی انقلابات رونما ہوئے ہیں۔ انہوں نے دنیا بھر کو ایک شہر اور مملکتوں کو اس کے شہر کے محلے بنا کر رکھ دیا ہے۔ علمی مسابقت نے جو قبل ازیں ایک مقامی یا قومی معاملہ ہوا کرتا تھا۔ کو ایک بین الاقوامی رنگ دے دیا ہے۔ قوموں کی زندگی اور موت اب ایک بین الاقوامی معاملہ بن چکا ہے۔ اسی طرح ہر قسم کے دنیوی علوم مکمل طور پر مغرب کی اجارہ داری بن چکے ہیں۔ علوم کے چشمے مغرب میں ہیں۔ جو دنیا کی بین الاقوامی زبانوں میں بہتے ہیں۔ اور ان چشموں کے پانی بالضرورت مشرق کو بھی پینے پڑ رہے ہیں۔ ان حالات میں کسی سنجیدہ طالب علم کے لئے اس کے سوا کوئی اور چارہ کار نہیں رہا۔ کہ وہ تعلیم کسی بھی بین الاقوامی زبان میں حاصل کرے۔ تاہم قومی زبان کا موثر حصول اب بھی اسی قدر ضروری ہے۔ جس قدر کہ یہ پہلے تھا۔ کیونکہ صرف قومی زبان ہی ایک ایسی زبان ہوتی ہے۔ کہ جسے چھوڑنے سے انسان اپنی شناخت کھو بیٹھتا ہے۔ لہٰذا اکیسویں صدی کی تعلیمی پالیسی میں جہاں قومی زبان کا موثر حصول ایک لازمے کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہاں پر کسی ایک بین الاقوامی زبان کا موثر حصول بھی ناگزیر ہے۔ خوش قسمتی سے قدرت نے بچے کو اس صلاحیت سے محروم نہیں رکھا۔ کہ وہ بیک وقت دو مختلف زبانیں سیکھ سکے۔ ایک گھر اور سکول دونوں سے۔ اور دوسری صرف سکول سے۔ ایک زبان اول کے طور پر اور دوسری زبان دوم کے طور پر۔ مادری زبان سیکھنا گو بدیشی زبان سیکھنے سے زیادہ اہم اور ضروری ہے۔ تاہم بدیشی زبان میں مہارت حاصل کرنا اس کی تعلیمی زندگی کے لئے اسی طرح ضروری ہے۔ جس طرح کہ قومی زبان کا سیکھنا تہذیبی اور تمدنی اور زندگی کے قیام اور ثبات کے لئے ضروری ہے۔

تہذیبی اور تمدنی وجوہات انگریز بہادر کی آمد سے قبل بھی اس ملک میں مدرسے موجود تھے۔ اور ان مدرسوں کے فارغ التحصیل طلبہ جو بھی مضامین پڑھتے تھے۔ ان میں وہ ایک معقول حد تک دسترس بھی حاصل کرتے تھے۔ لیکن انگریز نے اپنے مخصوص سامراجی مقاصد کی خاطر ایک نیا نظام تعلیم جاری کیا۔ جس کا مقصد طلبہ کو عالم بنانا نہیں تھا۔ بلکہ انہیں تو نیم خواندہ کلرکوں کی ضرورت تھی۔ اور بس۔ اس تبدیلی سے ایک نئی تہذیب نے جنم لیا جس میں تعلیم اور نوکری ایک ہی شئے کے دو نام تھے۔ اور بد قسمتی سے تعلیم اور نوکری کا یہ رشتہ آج تک قائم ہے۔ اس رشتے میں قباحت یہ ہے۔ کہ اس سے علم سے لگاؤ بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ اور ہر جائز و ناجائز ذریعے سے سند کا حصول مقصد ٹھہرتا ہے۔

تہذیب و تمدن کے حوالے سے موثر حصول تعلیم کے راستے میں دوسری رکاوٹ یہ ہے۔ کہ انفرادی اور قومی تہذیب و تمدن اپنی زندگی کے ایام پورے کر چکا ہے۔ اور اس کی جگہ پر ایک بین الاقوامی تمدن جنم لے چکا ہے۔ جس سے کسی صورت بھی فرار ممکن نہیں ہے۔ اس نئے تمدن کے لوازمات میں سے ایک بنیادی لازمہ یہ ہے۔ کہ ہر بچے کو کم از کم ایک بین الاقوامی زبان پر موثر عبور حاصل ہو۔ تا وہ اپنی تعلیم ہر سطح پر جاری رکھ سکے۔ اور ہماری تاریخی مجبوریوں کے پیش نظر انگریزی ہی وہ عالمی زبان ہے۔ جو ہمیں سیکھنی چاہئے۔ یا پھر ہر بچے کو انگریزی۔ فرانسیسی اور ہسپانوی وغیرہ زبانوں میں سے ایک زبان کے انتخاب کا موقعہ دینا چاہئے۔ یہ کمتری کا احساس ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ اکیسویں صدی کی ضروریات میں سے ایک ہے۔

جہاں تک قومی زبان اردو کا تعلق ہے۔ تو اس کا معیار حصول بھی بہتر بنانا ہو گا۔ کیونکہ یہ بھی ہماری تمدنی اور تہذیبی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں براعظم افریقہ کے ممالک نے جو مثال قائم کی ہے۔ اس کی تقلید بھی ہمارے لئے سودمند ثابت ہو سکتی ہے۔ افریقن ممالک نے حصول آزادی کے بعد بین الاقوامی زبانوں کو ترک کرنے کی بجائے انہیں اپنی دوسری زبانوں کے طور پر اپنا لیا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے۔ کہ افریقہ میں معیار تعلیم گرنے نہیں پایا۔ جبکہ ہمارے ہاں تعلیم۔ جہالت بن کر رہ گئی ہے۔ ایم اے۔ عربی۔ عربی سے نابلد ہے۔ ایم اے فارسی۔ فارسی نہیں جانتا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ سب کچھ انگریزی اپنانے کی وجہ سے ہرگز نہیں ہوا۔ بلکہ جب سے انگریزی کو ثانوی سطح تعلیم تک مکمل طور پر اور بعد ازاں عملی طور پر ترک نہیں کیا گیا۔ یہ صورت حال پیدا نہیں ہوئی۔

خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ مضمون نگار کا یہ تجزیہ درست نہیں ہے۔ کہ معیار تعلیم کی گراوٹ کا سبب انگریزی زبان ہے۔ تاریخ گواہ کہ گذشتہ نصف صدی سے اردو۔ زبان ہی ذریعہ تعلیم رہی ہے۔ اور ہے۔ پھر کیونکر انگریزی کو موردالزام قرار دیا جا

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولانا محمد علی جوہر کا مکتوب گرامی

چھیند واڑہ۔ ۱۶/ اگست ۱۹۲۶ء "۔ آپ میری شاعری کا کیا پوچھتے ہیں۔ بچپن میں تو بہت سے سامان ایسے بہم ہو گئے تھے۔ کہ میں آج زلف وابرو کی تعریف میں خاصے شعر نکال لیا کرتا۔ رامپور میں اس زمانے میں پیدا ہوا تھا۔ جب گھر گھر مشاعرہ ہوتا تھا۔ داغ۔ امیر۔ تسلیم۔ جلال۔ عروج دہلی اور لکھنؤ کے ٹوٹے ہوئے ستارے سب رامپور کے آسمان سے نور افشانی کر رہے تھے۔ خود میرے خاندان میں شعر گوئی کا شوق ہوا۔ میرے چار عزیز استاد داغ کے شاگرد ہوئے جن میں ایک میرے بھائی ذوالفقار علی خاں گوہر اور میرے چچا زاد بھائی اور خسر عظمت علی خان صاحب اور ان کے بھائی حافظ علی خان صاحب شامل تھے۔ گھر پر بارہا مشاعرہ ہوا۔ پھر داغ کو نواب کلب علی خاں صاحب مرحوم نے جن کی نظر ہمیشہ کفایت شعاری پر رہتی تھی از راہ پرورش سرکاری اصطبل کا داروغہ بھی کر دیا تھا تاکہ وظیفہ محض کار بے کاران کے نام نہ ہو۔ یہ میرے مکان کے عقب میں تھا اس لئے روز کی زیارت یوں ہی ہو جاتی۔ اور اب اس بذلہ سنج کے شعر کا لطف اٹھاتا ہوں۔ جس نے داغ کے اس تقرر پر کہا تھا۔

آیا دہلی سے ایک مشکی خر
آتے ہی اصطبل میں داغ ہوا

داغ کی غزل یاد کیجئے۔

آج رخصت جہاں سے داغ ہوا
خانہ عشق بے چراغ ہوا

اس پر مستزاد یہ کہ ذوالفقار روزانہ داغ کے ہاں جاتے تھے جو ہمارے مکان سے دور نہ تھا۔ مجھے بھی ساتھ لے جاتے تھے۔ داغ نے پہلے دن پوچھا۔ کہو کچھ شعر یاد ہیں؟ میری عمر بہت کم تھی۔ مگر بھائی نے کچھ شعر یاد کرا دیئے تھے جنہیں میں نہایت زور اور شان سے کڑک کر پڑھا کرتا تھا۔ میں نے انہی کے چند شعر انہیں سنا دیئے۔ جنہیں سن کر پھڑک گئے اور اس کے بعد ہمیشہ اصرار رہا۔ کہ اس بچے کو ضرور لایا کرو۔

جناب والا اس کے بعد میں کوئی دعویٰ کروں کہ شعر و سخن کی گود میں پلا ہوں تو بے جا نہ ہو گا۔

مگر میرا دعویٰ تو اس سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ سنئے میں نہ صرف شعر و سخن کی گود میں پلا ہوں بلکہ اس کی توند پر کودا ہوں۔ اسے ہاتھی بنا کر پیٹھ پر سوار ہوا ہوں۔ غرض کوئی بے ادبی یا گستاخی باقی نہیں رہی ہے۔ جو میں نے شعر و سخن کی شان میں نہ کی ہو۔

دس برس کی عمر میں

میری پیدائش ۱۸۷۸ء کے اواخر کی ہے۔ میں نے دس برس کی ہی عمر میں بہت سے لغو و فضول شعر مگر بامعنی اور موزوں کہے تھے اور اچھا ہوا کہ اب کسی کو یاد نہیں۔ ورنہ جب بھی میری آفیشل بائیو گرافی (یعنی گورنمنٹ کی طرف سے نہیں بلکہ بقول آپ کے میری امت کی طرف سے) لکھنے کا وقت آتا تو میرے سیرت نگار کو سخت مشکل کا سامنا ہوتا۔ کہ اس لچر۔ پوچ کو ردی دان بلکہ آتش دان کی نذر کیا جائے یا سیرت پیشوائے قوم و ملک میں جگہ دی جائے۔ ہمدرد کے سنسر نے (جن کا چند ماہ کے بعد ہی انتقال یکایک ہو گیا) تو ہمدرد میں سے ایک چڑیا چڑونٹے کی کہانی کو بھی (جو محض امتحاناً درج کی گئی تھی) خارج کر دیا تھا۔ اور اعتراض کیا گیا تھا کہ بھائی ہے تو "چڑیا چڑونٹے" کی کہانی اور مطلب بھی صاف صاف معلوم ہوتا ہے مگر ہمدردانوں سے ڈر ہی لگتا ہے اور روٹی کا معاملہ ہے نہ جانے اس میں کچھ زہر بھر دیا ہو اور جواب وہی ہمارے سر پر آپڑے' آپ نفسیات کے ماہر ہیں کیا ممکن نہیں کہ میرا پوجنے والا سیرۃ نگار باوجود نقاد سخن ہونے کہ محض بطل پرستی کے باعث یہ خیال کرنے لگتا کہ

نامعلوم کیا کیا اسرار اس ظاہر لچر پوچ میں پوشیدہ ہیں اور آنے والی نسلیں ممکن ہے اس سے بھی زیادہ روشن ضمیر ہوں اور ان اسرار سے واقف ہو کر دنیا کو نئے نئے معلومات اور انکشافات سے مالا مال کر دیں۔

اس لئے بہتر ہے کہ انہیں داخل ہی کر دو۔ اور اس طرح ہمیشہ کے لئے میری پوچ گوئی باقی رہتی اور قیامت کے دن استاد داغ میرا دامن پکڑتے کہ۔ خود تو بدنام ہوئے ہم کو بھی بدنام کیا

علی گڑھ میں

خیر اب سنئے کہ گیارہ برس کی عمر میں علی گڑھ گیا۔ ایک بڑے بھائی نے میری موزوں گوئی کا ذکر مولانا شبلی مرحوم سے کیا۔ دوسرے نے میرے حافظے کی تعریف کی کہ المامون میز پر رکھا تھا۔ اٹھا کر پڑھنے لگا۔ اور ایک دن میں نے امین کے قتل پر جو مرثیہ ہے اس کا ایک شعر عربی کا پڑھا تو اس کا مجھے ترجمہ سنا دیا۔ حالانکہ عربی سے بالکل ناواقف ہے۔ مولانا کو یقین نہ آیا اور ہم بلائے گئے۔ پہلے مامون کی اولاد کی فہرست مانگی پھر اس کا حلیہ پوچھا جب اس میں پاس ہو گئے تو ایک مصرع طرح اسی وقت دیا اور کہا کہ شعر لکھو چیزے از قسم لچر لوچ اسی وقت تیار ہو گئی۔ میرا خیال ہے مولانا مرحوم پر جو سکہ بیٹھ گیا تھا وہ اسی لچر پوچ کا تھا۔ میں سکول ہی میں تھا کہ ایک نظم انعامی میں نے بھی لکھی اور مولانا "حکم" ٹھہرے۔ انعام تو ایک کہنہ مشق بزرگ کو ملا مگر ہماری لچر گوئی کا بھی خاصہ شہرہ ہوا۔

اکثر ایسا ہوا کہ ذوالفقار بھائی نے کوئی غزل نظم لکھا دی۔ اور ہم نے اپنی طرف سے پڑھ دی۔ مگر جب عمر زیادہ ہوئی تو امتحانوں نے فرست نہ دی۔ کالج میں البتہ آخر سال۔ سجاد حیدر کی صحبت میں شعر و سخن کا چرچا ہوا۔ پہلے بھی جب ہم لوگ انٹرنس میں تھے تو ایک نظم تین شعرائے باکمال نے حاجی محمد اسماعیل خاں صاحب (تربیت الدجاج یونین جیک والے کی دعوت کے شکریئے میں تیار کی تھی۔) ان میں سے ایک یہ خاکسار تھا۔ ایک سجاد حیدر صاحب اور ایک سید وزیر حسن صاحب آنریبل آزمودہ کار سیکرٹری مسلم لیگ کے برادر اصغر۔ خیر ایک سال آخری کالج میں خوب گزر گیا۔ اور وہ مشاعرہ جسے بعد میں حسرت نے شہرت بخشی۔ ہم لوگوں کا ہی ایجاد کردہ تھا۔ چودھویں کو ہوا کرتا تھا اور شمع پیش نہیں کی جاتی تھی۔ کرکٹ کا لان "جائے مشاعرہ" تھا۔ ایک بار چودھویں کو بارش ہو گئی۔ تو تین چار دن مطلع صاف ہونے کی راہ دیکھ کر ڈائننگ ہال میں کیا گیا۔ اس وقت میں نے اپنی ایک غیر طرح میں اس شعر کا بھی اضافہ کر دیا۔

فرش زمردیں نہیں۔ وہ چاندنی نہیں
لطف مشاعرہ تو گیا چودھویں کے ساتھ

علی گڑھ کالج میں شاعری تو کچھ کی۔ مگر وہی فرضی معشوق۔ اگر کچھ حقیقت تھی بھی تو اتنی ہی۔ جتنی ایران کی شاعری اور "سبزہ خط" وغیرہ کو ایک حد تک بامعنی کر دیتی ہے۔ کالج چھوڑا تو ولایت جانا ہوا۔ یہاں البتہ شاہدان اصلی کی کمی نہ تھی۔

مگر نظارہ جمال لاکھ سہی اور گرہ میں مال بھی سہی تاہم طبیعت کا میلان خلاف دستور عام زہد و ورع کی طرف تھا۔ دو برس کے قریب تو ہندوستان کے کچے دھاگے نے باندھے رکھا۔ دو برس کسی اور کے خیال نے۔ مگر یہ آخری خیال بھی باعصمت تھا اور بعض حالات گرد و پیش اس کے محرک تھے۔ جب ان سب تجربوں کے بعد "کپڑے پھاٹے گھر کو آئے" تو تاہل کی زندگی۔ بال بچوں کے خیال نے شاعری سے مستغنی نہیں تو غافل ضرور کر دیا۔

گذشتہ چند سالوں میں اگر کچھ ترشح شاعری کا ہوا تو وہی قومی مرثیہ مگر زیادہ تر رسمی۔ البتہ پچھلے دو تین برس میں عشق حقیقی رنگ لایا ہے اور تغزل کا زور ہے۔ یہ اپنی تنک آبی ہے کہ سوائے چار پانچ غزلوں کے اس فرصت کے زمانے میں بھی کچھ نہ کچھ تو لکھ سکا۔ لکھنے کے لئے نہ بیٹھتا ہوں نہ کوشش کرتا ہوں۔ مگر طبیعت پر جب خود ہی کسی بیرونی تحریک کا غلبہ ہوتا ہے تو بغایت مجبوری کہہ لیتا ہوں۔

اور یہی ایک ذریعہ (علاوہ تلاوت قرآن پاک کے) تسکین قلب کا رہ گیا ہے۔ چونکہ آپ کا اصرار ہے کہ پوری غزلیں لکھ کر بھجو۔ اس لئے یہ لکھے بھیجتا ہوں۔ (Touchstone) کسی معشوقہ سے زیادہ قابل قدر نہیں۔

A poor thing but my own اب رخصت ہوتا ہوں اور تضیع اوقات کی معافی کا خواستگار ہوں۔ یہ چند اشعار ہیں۔ ممکن ہے بقول آپ کے میری امت ان سے تسکین پائے۔ بہرحال خود مجھے ضرور کچھ نہ کچھ تسکین ہو جاتی ہے۔ مگر ان کو لٹریچر سے کیا تعلق؟ یہ صرف اپنی دست افشانی اور پاکوبی کے لئے ہے۔

نمونہ کلام

معراج کی سی حاصل سجدوں میں ہے کیفیت
اک فاسق و فاجر میں اور ایسی کراماتیں
بے مایہ سہی لیکن شاید وہ بلا بھیجیں!
بھیجی ہیں درودوں کی کچھ ہم نے بھی سوغاتیں
یہ بھی کیا پیرویٔ حق ہے کہ خاموش رہیں!
ہاں انا الحق بھی ہو۔ منصور بھی ہو۔ دار بھی ہو
کرنا ہی تھا حرام تو پھر وعدہ کس لئے
یہ کیا کہ مے حلال وہاں ہو یہاں نہ ہو
ہوں تارک اسلام تو کیا فکر ہے اس کی
ایمان کی جانب کہیں مائل تو نہیں یہ
توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے
ہمیں ثابت قدم نکلے تو پھر اس کے قدم اٹھے
یہ صبر و مہر کا جادو ہمارے امتحاں تک ہے
ہر سنگ در پر ہم نے جھکانے کے بعد سر!
بے کار فرش کعبہ کی مٹی پلید کی

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

عبدالقدیر ملک

مکرم چوہدری سعید احمد صاحب

مورخہ ۱۰۔جنوری ۱۹۹۴ء کو بعد دوپہر اچانک ہی میرے عزیز بیٹے طاہر محمود نے ربوہ سے ٹیلیفون پر مجھے یہ خبر سنائی کہ میرے پیارے بہنوئی چوہدری سعید احمد صاحب پیپلز کالونی گوجرانوالہ ایک رات قبل اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

اور کہ خدا تعالیٰ کے کاموں کے آگے کس کا بس چلتا ہے اور اسی میں بہتری ہو گی میرے پروردگار کی۔ کے مصداق اپنے رب کی طرف سے صبر کے دامن میں ہی پناہ چاہی

برادرم سعید احمد صاحب عرصہ آٹھ نو سال سے بعارضہ قلب علیل چلے آرہے تھے ان کا آٹھ سال قبل میو ہسپتال لاہور میں اپریشن بھی ہوا جس سے ان کے قلب کو تقویت دینے کے لئے پیس میکر لگایا گیا۔

اس لمبے عرصہ میں ان کی طبیعت بگڑتی اور سنبھلتی رہی۔ آخری دو تین سال کے عرصہ میں آپ کی طبیعت کچھ زیادہ ہی خراب رہنے لگی۔ حتیٰ کہ بستر کے ہی ہو کے رہ گئے۔ میرا تعلق برادرم سعید احمد صاحب سے ۶۸-۱۹۶۷ء میں ہوا جب میری عزیزہ چھوٹی ہمشیرہ (جو کہ مجھ سے چودہ پندرہ سال عمر میں چھوٹی ہیں) کی شادی ان سے قرار پائی۔ تب سے ہی اب تک ان کا تعلق میرے ساتھ نہائت ہی شفیق مشیر کا قائم رہا۔ ہر موقعہ پر انہوں نے مجھے اپنے نہایت ہی قیمتی مشوروں سے نوازا اور ہمیشہ مجھ سے پیار کا سلوک روا رکھا۔ میرے امریکہ چلے آنے پر انہوں نے مجھ سے باوجود اپنی علالت کے خط و کتابت جاری رکھی۔ اور مجھے دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھا۔ کبھی بھی اور کسی موقع پر بھی مجھ پر اپنی ناراضگی کا اظہار تو کیا اشارہ بھی نہیں کیا۔

برادرم سعید احمد صاحب نے ہمیشہ ہی صلح کن رویہ کو اپنائے رکھا۔ جب کبھی میرے دوسرے متعلقین نے مجھ سے ناراضگی کا اظہار فرمایا تو صرف یہی ایک ہستی تھی جس نے میرے کہنے کے بغیر ہی ان عزیزوں سے مل کر ہر قسم کی ناراضگی کو دور کرنے کی سعی فرمائی اکثر مواقع پر کامیاب بھی رہے۔ یہ میرے لئے مجسم دعا تھے۔ نہائت ہی پیار کرنے والا اور گلہ شکووں کا پیار سے جواب دینے والا اور ہر معاملے میں بہترین مشورہ دینے والا وجود تھا۔ میرے بڑے بیٹے عزیزم بشارت محمود کی شادی کے موقع پر باوجود یہ کہ ان کی طبیعت کافی سے زیادہ خراب تھی اور انہیں آرام کرنے کی سخت ضرورت تھی۔ نہ صرف اپنی پوری فیملی کے ساتھ شامل ہوئے بلکہ اس موقع پر اپنی صلح کن پالیسی کو میرے دوسرے ناراض متعلقین کو بھی اس شادی کے موقع پر شامل کرنے کی نہ صرف کوشش فرمائی بلکہ ان کو شامل کرنے میں کامیاب بھی ہوئے۔

اپنی طبیعت کے لحاظ سے ہمیشہ صابر رہنے کی سعی فرماتے اور اپنے دو بڑے بھائیوں محمود احمد صاحب و مسعود احمد صاحب کی بعارضہ قلب فوتیدگی کو بڑے ہی صبر و تحمل سے برداشت کیا۔ چوہدری سعید احمد صاحب کے پسماندگان میں ان کی بیوہ۔ دو بچیاں جو کالج میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں جب کہ ایک لڑکا صداقت احمد میٹرک میں زیر تعلیم ہے شامل ہیں۔ دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

احباب جماعت اور بزرگان سلسلہ سے عاجزانہ التماس ہے کہ وہ میری بیوہ بہن اور ان کے بچوں کو اپنی قیمتی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ خداوند تعالیٰ ہی خود میری ہمشیرہ صاحبہ اور ان کے بچوں کا ہر لحظہ حافظ و ناصر رہے۔ اور خود ہی اپنے خزانوں سے ان کی کفالت فرمائے۔ آمین

مقبول احمد چوہدری

مکرم چوہدری غلام نبی صاحب

میرے والد مکرم و محترم چوہدری غلام نبی صاحب ریٹائرڈ گرداور قانونگوئی بقضائے الٰہی مورخہ ۹۳-۱۲-۱۹ بوقت ۱۰ بج کر ۲۰ منٹ پر اس جہان فانی سے رخصت ہو کر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔

آپ نے خود تحقیق کر کے فروری ۱۹۴۲ء میں بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ بسلسلہ ملازمت مختلف جگہوں پر رہے۔ جہاں پر بھی رہے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمات بڑے خلوص اور لگن سے سرانجام دیں۔ اور ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھا۔ دینی خدمات تو تمام زندگی پر محیط ہیں جس میں چند ایک کا ذکر حسب ذیل ہے۔

۱۔ زعیم انصار اللہ مجلس انصار اللہ بہاولنگر اکتوبر ۵۸ء تا مارچ ۱۹۸۶ء (۲۸ سال)

۲۔ ناظم مجالس انصار اللہ ضلع بہاولنگر مئی ۷۶ء تا مارچ ۸۵ء (۹ سال)

۳۔ صدر موصیاں جماعت احمدیہ بہاولنگر جون ۷۳ء تا جون ۸۹ء (۱۶ سال)

۴۔ سیکرٹری مال جماعت احمدیہ بہاولنگر ستمبر ۱۹۶۸ء تا جون ۸۹ (۲۱ سال)

آپ بہت دعاگو اور فدائی احمدی تھے۔ عبادت بالالتزام ادا کرتے تھے۔ آپ خدا کے فضل سے موصی تھے وصیت ۱۹۵۸ء میں کی تھی۔ ۲۰/ دسمبر کو جنازہ بہاولنگر سے ربوہ لایا گیا۔ اسی دن بعد نماز عشاء بیت مبارک میں محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے جنازہ پڑھایا بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ اور مکرم میر عبدالباسط صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے دعا کروائی۔

دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت فردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آپ کے درجات بلند فرماتا رہے۔ جو خلا پیدا ہو گیا ہے اس کو محض اپنے فضل و کرم سے پورا کرے۔ ان کا نیک نمونہ ہمارے خاندان میں جاری فرمائے۔ آمین

حمید احمد ظفر

ہمسائے کے حقوق

میرے والد حضرت شیخ محمد احمد مظہر (اللہ ہمیشہ ان پر رحمتیں نازل فرماتا رہے) نے جب کپورتھلہ میں اپنے نئے مکان کی بنیاد کھدوانے کا کام شروع کرنا چاہا تو ساتھ والے ہمسایہ نے جس کی زمین ہماری زمین کے ساتھ لگتی تھی اعتراض کیا کہ آپ کی زمین تو ذراہٹ کر ہے۔ آپ کو پڑوسی کے حقوق کا اتنا خیال تھا کہ کسی قسم کی بحث اس سے نہیں کی اور اپنی کدال جس سے نشان لگانا مقصود تھا ان کے ہاتھ میں دے دی کہ آپ جہاں بھی نشان لگا دیں میں وہیں سے اپنا مکان شروع کروں گا۔

یہ حالت دیکھ کر ان پڑوسی کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ کدال واپس کر دی اور پنجابی میں کہا

"تینوں کوئی نہیں جت سکدا" یعنی تمہیں تو کوئی بھی نہیں جیت سکتا۔

انسانی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات رکھ دی ہے کہ جب اسے فیصلہ کا اختیار دیا جاتا ہے تو حتیٰ الوسع وہ انصاف سے کام لیتا ہے۔

چنانچہ اس گھر کی بنیاد وہی مقرر ہوئی جہاں والد صاحب نے ابتدا میں نشان لگوانا چاہا تھا اور ان ہمسایہ سے ہمارے تعلقات ایسے تھے جیسے ایک ہی گھر ہو۔ اور دو گھروں کے درمیان کوئی دیوار ہی نہ ہو۔ اگر دو چار انچ زمین کے لئے والد صاحب اس وقت کچھ ضد کرتے تو دلوں کے درمیان نہ معلوم کتنا فاصلہ پیدا ہو جاتا۔ اگرچہ چند انچ زمین کا مسئلہ تھا۔ ہم نے اس ذرا سے بڑے گھر کو کیا کرنا تھا جس سے پڑوسی کے دل میں خلش رہ جاتی۔ اس سے بہتر تو وہ چھوٹا گھر ہی ہوتا جس کے سب ہمسایہ دلی سکینت کے ساتھ ایک دوسرے کے خوشی اور غم میں شریک ہوں۔

بقیہ صفحہ ۴

سکتا ہے۔ اس گراوٹ کی وجوہات وہ بین الاقوامی انقلابات زمانہ ہیں۔ جن کا ساتھ دینے سے ہم مسلسل انکار کر رہے ہیں۔

اردو زبان کی اہلیت۔ ضرورت اور افادیت سے کسی کو انکار نہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضرورت وقت ہے۔ کہ علوم کے چشمے جن زبانوں میں بہہ رہے ہیں۔ ہم ان کی طرف بھی توجہ دیں۔ تاہم عالمی مقابلے کے لئے نااہل قرار نہ پائیں ایک طرف تو ہم دنیا کا ایک محلہ بننے پر مجبور ہیں۔ تو دوسری طرف ہم اپنے ہمسایوں سے الگ تھلگ رہنے کا سوچ رہے ہیں۔ جو ایک ناممکن العمل کام ہے۔ اردو کی تعلیم کو نہ صرف قائم رکھنا ضروری ہے۔ بلکہ اس کو بہتر سے بہتر بناتے جانا بھی لازمی امر ہے۔ لیکن دنیوی علوم کے چشموں کی طرف پیٹھ پھیر لینا بھی ہمارے مفاد میں ہرگز نہیں ہے۔

احمدیہ نقطہ نظر سے تو اردو زبان کو بین الاقوامی زبان ہونا چاہئے۔ تاکہ احمدیہ لٹریچر براہ راست اپنا مقصد اول حاصل کر سکے۔ لیکن انگریزی زبان کی موثر تعلیم کے بغیر نہ تو ہم خود اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے قابل رہتے ہیں۔ اور نہ ہی دنیا سے ہمارا رابطہ علمی قائم رہتا ہے۔ جو علمی خودکشی کے مترادف ہے۔

اس صورت حال سے صرف اور صرف اس طرح سے نمٹا جا سکتا ہے۔ کہ اردو ہماری پہلی۔ قومی اور سرکاری زبان ہو۔ اور انگریزی ہماری دوسری۔ بین الاقوامی اور تعلیمی زبان ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مثالی سہ ماہی رپورٹ

کارکردگی جماعت احمدیہ

ضلع لاہور بابت وقف نو

○ اللہ تعالیٰ مکرم محمد سعید احمد صاحب سیکرٹری وقف نو ضلع لاہور اور ان کے ساتھ کام کرنے والے جملہ کارکنان کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اس سہ ماہی میں بھی اپنی سابقہ روایت کو برقرار رکھتے ہوئے نہایت اخلاص، لگن اور محنت کے ساتھ کام کیا۔ ان کی کارکردگی کی رپورٹ ایک مثالی رپورٹ کے طور پر شائع کی جارہی ہے تاکہ دیگر جماعتیں بھی اس نہج پر کام کرکے وقف نو کے سلسلے میں اپنی کارکردگی بہتر کرسکیں۔

اب تک ۱۸۵ واقفین نو سکول میں داخل ہو چکے ہیں جن میں سے ۱۹۸ انگلش میڈیم اور ۱۸۷ اردو میڈیم میں پڑھتے ہیں۔

اس سہ ماہی میں ۲۴۲ واقفین نو نے زیارت مرکز کی۔

۳۸۷ دعائیہ خطوط لکھے گئے۔

۲۴۰ واقفین نو نے مقررہ نصاب یاد کرلیا۔

۳ واقفین نو نے قرآن مجید ناظرہ ختم کرلیا اور ۲۵ واقفین نو ناظرہ قرآن مجید پڑھ رہے ہیں۔

۲۴۱ واقفین نو نے نماز سادہ یاد کرلی گذشتہ سہ ماہی میں یہ تعداد ۱۱۱ تھی۔

۲۲۴ واقفین نو قاعدہ یسرنا القرآن پڑھ رہے ہیں۔

قرآن کریم ناظرہ، نماز سادہ اور نصاب کے علمی مقابلے کروائے گئے اور کامیاب قرار پانے والے واقفین نو کو ۱۰۳ میڈل دیئے گئے بعض واقفین نو نے ایک سے زائد میڈل حاصل کئے۔

عرصہ زیر رپورٹ میں وقف نو کی کارکردگی بہتر بنانے کے لئے سیکرٹریان حلقہ جات نے ۲۷۲ واقفین نو سے اور معاونات وقف نو نے ۱۴۹ واقفین نو سے اور مربیان کرام نے ۴۵ واقفین نو سے انفرادی ملاقاتیں کیں اور مکرم سیکرٹری صاحب وقف نو ضلع لاہور نے ۳۰ عہدیداران سے تفصیلی میٹنگز کیں اور ہدایات دیں۔

۷ حلقوں میں تعلیمی کلاسیں منعقد کی گئیں۔ باقی حلقوں میں کوشش جاری ہے۔

۸ حلقوں میں کامیاب ماہوار اجلاس ہوئے۔

۳۴ حلقوں کے ۱۰ ضلعی سہ ماہی اجلاس ہوئے جن میں ۲۷۵ واقفین نو اور ۳۵۹ والدین شامل ہوئے۔

یکم اکتوبر ۹۳ء بروز جمعۃ المبارک بیت النور ماڈل ٹاؤن میں واقفین نو کی پہلی ریلی منعقد ہوئی۔ جس میں بچوں کے علمی و ورزشی مقابلے کروائے گئے۔ ۳۸ حلقوں کے ۲۷۴ واقفین نو، ۲۰۸ مائیں اور ۱۹۴ والد صاحبان اس ریلی میں شامل ہوئے۔ یہ ریلی ہر لحاظ سے کامیاب رہی۔

۱۲۔ نومبر ۹۳ء بعد نماز جمعہ پانچواں ششماہی ضلعی اجلاس ہوا جس میں مکرم چوہدری محمد علی صاحب وکیل وقف نو نے مردانہ حصہ میں اور حضرت سیدہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ پاکستان نے مستورات کے حصہ میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی اس اجلاس میں ۳۹ حلقوں کے ۳۲۱ واقفین نو ۲۲۳ والد صاحبان، ۲۲۳ مائیں شامل ہوئیں۔ اجتماع کی رپورٹ الفضل میں شائع ہو چکی ہے۔

مختلف حلقوں کے واقفین نو نے تفریحات میں بھی حصہ لیا مثلاً پکنک، کلوا جمیعا، چڑیا گھر کی سیر، ریڈیو اسٹیشن پاکستان کی سیر چلڈرن کمپلیکس کی سیر وغیرہ۔

مکرم سیکرٹری صاحب وقف نو ضلع نے عہدیداران کے اجلاسات بلا کر ہدایات دیں۔ حاضری ۸۵ فیصد رہی۔

والدین اور بچوں کے لئے مفید کتب کے ۱۵ سیٹ وکالت وقف نو سے منگوا کر تقسیم کئے گئے۔

تمام واقفین نو میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پانچوں خطبات متعلقہ وقف نو تقسیم کئے گئے۔

گذشتہ تین سال کی مساعی کا ریکارڈ رکھنے کے لئے ایک مجلّہ ترتیب دیا گیا۔ جس کی اشاعت عنقریب متوقع ہے۔

عرصہ زیر رپورٹ میں ۵۹ خطوط لکھے گئے جن کی کاپیوں کی تعداد کئی سو بنتی ہے۔

اس سہ ماہی میں ۳۵ نئے واقفین نو کے کوائف فارم وکالت وقف نو کو بھجوائے گئے۔

(وکالت وقف نو)

بقیہ صفحہ ۱

دعائیہ اشعار نہایت احسن رنگ میں مکرم ملک ظفر محمود صاحب (مظفر گڑھ) نے پڑھے۔ رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا محترم مولانا محمد احمد جلیل صاحب مفتی سلسلہ نے کروائی۔

دولہا کے والد محترم چوہدری سعید احمد صاحب ریلوے سٹیشن ماسٹر ٹنڈو محمد خان (سندھ) نے ۱۰۔ جنوری ۱۹۹۴ء کو اپنے گھر پر دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا۔ جس میں علاقے کے احباب اور بعض غیر از جماعت معززین نے شرکت فرمائی۔

احباب کرام سے اس شادی کے نہایت مبارک اور بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

درخواست دعا

○ مکرم نعمت اللہ فضل صاحب وندر ضلع لس بیلہ بلوچستان کی بیٹی عزیزہ فرخندہ کا مورخہ ۹۳-۱۲-۲ سکول سے آتے ہوئے سڑک پر ٹرک کی سائیڈ لگنے سے کولہا ٹوٹ گیا۔ جس کا آپریشن کامیاب ہو گیا ہے۔

○ مکرم مبشر احمد صاحب دارالرحمت وسطی ربوہ کے گھٹنہ میں گرنے کی وجہ سے فریکچر ہو گیا ہے۔

○ مکرم ڈاکٹر شفیق احمد صاحب گولڈن ٹاؤن کراچی ۹۴-۱-۱۷ کو ایک حادثہ میں شدید زخمی ہو گئے تھے۔ ان کے ناک گال اور جبڑے کے اپریشن ہوئے ہیں اور زیر علاج ہیں۔

○ مکرم چوہدری محمود احمد صاحب محمود جیولرز ربوہ قریباً ایک ماہ سے درد (شیاٹیکا) کے باعث علیل ہیں۔

ان سب کی کامل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

بقیہ صفحہ ۵

زُلفِ رہنے دو ہاں نقاب ذرا\
رُخِ محبوب سے ہٹا لینا\
ایک ہی جام اور یہ سرمستی\
ساقیا دیکھ میں چلا۔ لینا\
قتلِ حسینؓ اصل میں مرگ یزیدِ ہے\
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد\
ہے رشک کیوں یہ ہم کو سرِدار دیکھ کر\
دیتے ہیں بادہ ظرفِ قدح خوار دیکھ کر

بقیہ صفحہ ۳

کے شاگردوں میں حضرت حافظ روشن علی صاحب کا نام آنے پر مجھے ایک واقعہ یاد آگیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے ایک دفعہ یہ ذکر کرتے ہوئے کہ میں طالب علمی کے زمانہ میں چھ چھ سات سات وقت کھانا نہیں کھایا کرتا تھا فرمایا۔ "حافظ روشن علی نے میری تقریر ہوتے ہوئے آسمانی کھانا کھا لیا۔ بیداری میں کباب اور پراٹھے کھاتا رہا"۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب تحریر فرماتے ہیں خاکسار راقم الحروف نے حضرت اقدس سے حافظ صاحب کے متعلق یہ سن کر بعد میں حافظ صاحب سے مفصل پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ:-

"ایک دن میں نے ابھی کھانا نہیں کھایا تھا۔ سبق کی انتظار میں بیٹھے بیٹھے کھانے کا وقت گزر گیا۔ حتیٰ کہ ہمارا حدیث کا سبق شروع ہو گیا۔ میں اپنی بھوک کی پرواہ نہ کرتے ہوئے سبق میں مصروف ہو گیا در آں حالیکہ میں بخوبی پڑھنے والے طالب علم کی آواز سن رہا تھا اور سب کچھ دیکھ رہا تھا کہ یکایک سبق کا آواز مدھم ہو تا گیا اور میرے کان اور آنکھیں باوجود بیداری کے سننے اور دیکھنے سے رہ گئے۔ اس حالت میں کسی نے میرے سامنے تازہ بتازہ تیار ہوا کھانا لا کر رکھا گھی میں تلے ہوئے پراٹھے اور بھنا ہوا گوشت تھا۔ میں خوب مزے لے لے کر کھانے لگ گیا۔ جب میں سیر ہو گیا تو میری یہ حالت منتقل ہو گئی اور پھر مجھے سبق کا آواز سنائی دینے لگ گیا۔ مگر اس وقت تک بھی میرے منہ میں کھانے کی لذت موجود تھی۔ اور میرے پیٹ میں صبح کی طرح ثقل محسوس ہو تا تھا اور سچ مچ جس طرح کھانا کھانے سے تازگی ہو جاتی ہے وہی تازگی اور سیری مجھے میسر تھی۔ حالانکہ نہ میں کہیں گیا اور نہ کسی نے مجھے کھانا کھاتے دیکھا۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اول نے فرمایا میں نے خود ان باتوں کا بڑا تجربہ کیا ہے۔

پاک گولڈ سمتھ اقصیٰ روڈ طارق مارکیٹ ربوہ
عبدالمنان ناصر ولد میاں عبدالسلام صاحب فون: ۶۴۳ ۵۵۰

مبارک صد مبارک
۱۲ گھنٹے نشریات مبارک ہوں
۸' مکمل ڈش اینٹینا مع امپورٹڈ ریسیور ۹۵۰۰/-
۸' مکمل ڈش انٹینا مع پاکستانی ریسیور ۶۵۰۰/-
نیز ہر سائز کی ڈشیں ہول سیل میں دستیاب ہیں
ٹی وی پوائنٹ بالمقابل تھانہ کوتوالی فیصل آباد
فون: دفتر ۳۰۸۰۶ رہائش: ۴۸۰۳۷۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ 3: - فروی- سردی کا سلسلہ جاری ہے۔ دھوپ نکلی ہوئی ہے
درجہ حرارت کم از کم 7 درجے سنٹی گریڈ
اور زیادہ سے زیادہ 22 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیر اعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو اور ترک وزیر اعظم مادام تانسو چیلر امن مشن پر زغرب کے راستے بوسنیا کے دارالحکومت سراجیوو پہنچیں۔ وہاں انہوں نے مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اعلان سراجیوو جاری کیا جس میں عالمی برادری سے کہا گیا ہے کہ بوسنیا میں مظلوم انسانوں کے قتل عام روکنے کے لئے مشترکہ حکمت عملی جاری کی جائے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو وزیر اعظم پاکستان نے اقوام متحدہ کے انسانی حقوق سے متعلق کمیشن قائم کے پچاسویں سیشن سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مقبوضہ کشمیر میں بھارت کے ہاتھوں مظالم نے اور اسی طرح بوسنیا میں بھی مسلمانوں کے قتل عام نے نازیوں کے دور کی یاد تازہ کر دی ہے انہوں نے عالمی برادری پر زور دیا کہ وہ دونوں جگہ قتل عام بند کرانے کے لئے مداخلت کرے۔ انہوں نے کہا کہ خودارادیت کشمیری عوام کا پیدائشی حق ہے اور اسی طرح بوسنیا کی آزادی اور سالمیت کا تحفظ ضروری ہے۔

○ صدر مملکت سردار فاروق احمد خان لغاری نے کہا ہے کہ حکومت نے مسئلہ کشمیر پر جرات مندانہ موقف اختیار کیا ہے اور وزیر اعظم نے اقوام متحدہ کے خصوصی کمیشن کے سامنے اس مسئلہ کو انتہائی قابلیت سے پیش کر کے اس کی اہمیت کو بہت زیادہ بڑھا دیا ہے۔ اور اسی طرح کشمیر کمیٹی کے ذریعے بھی دنیا کو بھارتی فوج کے مظالم سے آگاہ کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اب ہم بھارت پر دباؤ ڈالنے کی پوزیشن میں آ گئے ہیں۔

○ وائس آف امریکہ نے بتایا ہے کہ امریکہ نے کشمیر کے معاملہ میں اپنی حکومتی پالیسی تبدیل کر لی ہے۔ اور اب وہ اس ضمن میں براہ راست مداخلت پر غور کر رہا ہے اس امریکی پالیسی میں تبدیلی سے بھارت کی حکومت پریشان ہو گئی ہے۔ وی۔ او۔ اے نے مزید کہا ہے کہ اب حالات اس رنگ میں تبدیل ہو رہے ہیں کہ اقوام متحدہ کی فوج کشمیر میں اتاری جا سکتی ہے۔

○ امریکی محکمہ خارجہ کی سالانہ رپورٹ میں بھارت کی فوج پر مقبوضہ کشمیر اور پنجاب میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کرنے کا الزام لگایا گیا ہے۔ بلاوجہ گرفتاریوں اور حراست کے دوران تشدد کیا جاتا ہے۔ پولیس اور عدالتی نظام کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہے۔ چھوٹے بچوں سے جبری مشقت لی جاتی ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں کر رہی ہے اور قتل و غارت سے باعث عدلیہ کا نظام پوری طرح مفلوج ہے۔

○ صدر مملکت سردار فاروق احمد خان لغاری نے بچوں کے امراض کی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بچوں کی صحت سماجی شعبے کی ترقی ہی سے ممکن ہے۔ اور یہ دراصل مستقبل کے لئے سرمایہ کاری ہے۔ انہوں نے کہا کہ ادویات کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کو روکا جانا چاہئے اور ممنوعہ ادویات کی فروخت کو روکنے کے لئے ضروری اقدامات کئے جانے ازحد ضروری ہیں۔

○ پاکستان مسلم لیگ کے صدر اور قائد حزب اختلاف محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ کشمیر کا مسئلہ پوری امت کا مسئلہ ہے اور جمہوریت اور عدل و انصاف میں یقین رکھنے والی اقوام کا مسئلہ ہے۔ انہوں نے کشمیریوں کے وفد سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ مسئلہ کشمیر پر عالمی ضمیر جاگ چکا ہے اور بھارت بین الاقوامی سطح پر تنہا ہو گیا ہے اور جلد راہ راست پر آ جائے گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ پاکستانی قوم متحد ہے۔ بھارت نے اگر حملے کی غلطی کی تو ملیا میٹ ہو جائے گا۔

○ بھارتی حکومت کی طرف سے پاکستانی سرحدوں پر بھارتی فوج کو تیار رہنے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ ذرائع نے بتایا ہے کہ بھارت آئندہ دو ماہ میں مقبوضہ کشمیر میں بڑے پیمانے پر مجاہدین کے خلاف فوجی کارروائی کرنے والا ہے۔ اس لئے اسے خطرہ ہے کہ پاکستان کشمیریوں کی مدد کو آ سکتا ہے اس لئے اس نے اپنی فوج کو تیار رہنے کا حکم دے دیا ہے۔

○ بہبود آبادی کے وفاقی وزیر جے۔ سالک نے کہا ہے کہ آبادی پر قابو پانا ہمارے اپنے ہاتھ ہے اس کے لئے منصوبہ بندی کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں جلد ایک اہم اعلان کروں گا جس کے بعد غریب خود آبادی روک دیں گے۔

○ سابق امیر جماعت اسلامی سینیٹر قاضی حسین احمد کے خلاف مسلم لیگ (ن) کے رکن قومی اسمبلی مسٹر حمزہ کی تحریک استحقاق منظور کر لی گئی ہے۔ تحریک میں کہا گیا ہے کہ قاضی حسین احمد نے ارکان پارلیمنٹ کو ہیروئن فروش قرار دے کر پارلیمنٹ اور جمہوری اداروں کی توہین کی ہے۔ تحریک چیرمین سینٹ کو بھی بھیجی جائے گی

○ وفاقی وزیر پانی و بجلی غلام مصطفیٰ کھر نے شادیوں کی تقریبات میں بجلی کے غیر ضروری استعمال پر پابندی لگا دی ہے۔ انہوں نے ایک پریس کانفرنس کے دوران بتایا کہ اگلے تین سالوں میں لوڈشیڈنگ مکمل طور پر ختم کر دی جائے گی۔ رمضان المبارک کے دوران سحری و افطاری اور تراویح کے اوقات میں بجلی کی سپلائی منقطع نہیں ہوگی۔

○ حزب المجاہدین کی طرف سے میزائلوں اور راکٹوں کے ساتھ بھارتی فوج پر حملوں میں ۲۶ بھارتی فوجی ہلاک ہو گئے۔ مجاہدین نے فوج کی پانچ بیرکیں تباہ کر دیں۔ فوج کی انتقامی کارروائی سے ٹہ مالو' کے گلی کوچوں میں کشمیریوں کی لاشیں بکھری پڑی ہیں۔

○ پیپلز پارٹی کی رہنما نصرت بھٹو نے اعلان کیا ہے کہ وہ پیپلز پارٹی کی ایک قومی کنونشن ۷۰ کلفٹن کراچی میں بلا رہی ہیں۔ یہ بات انہوں نے کراچی میں ایک پریس کانفرنس میں بتائی۔ انہوں نے کہا کہ انہیں خطرہ ہے کہ مرتضیٰ بھٹو کو جیل میں زہر دے کر ہلاک کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے اس کا مقدمہ دہشت گردی کی خصوصی عدالت سے عام عدالت میں منتقل کرانے کے لئے ہائی کورٹ سے رجوع کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں بدستور چیئرپرسن ہوں یہ عہدہ اپنے ہی پاس رکھوں گی کسی بیٹے یا بیٹی کو نہیں دوں گا۔

○ بوسنیا کے صدر علی عزت بیگووچ نے کہا ہے کہ سربوں کا رویہ نرم ہوئے بغیر امن کے معاہدے پر دستخط نہیں کریں گے۔

○ سربوں کے خلاف کارروائی پر روسی حکومت میں شدید اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔

○ حکومت پنجاب نے ارکان اسمبلی کے دباؤ پر ایف آئی آر درج کرانے کی اوپن پالیسی ختم کر دی ہے۔

ہر سائز، ہر قسم فریج، ڈیپ فریزر، ٹی وی، واشنگ مشین بازار سے بارعایت خریدنے کیلئے
عثمان الیکٹرونکس
۱- لنک میکلوڈ روڈ لاہور پر تشریف لائیں
فون: ۷۲۲۳۲۰۴ - ۷۲۳۱۶۸۰
۷۲۳۱۶۸۱

گھر بیٹھے دنیا کی نشریات سے لطف اندوز ہوں!
ہر قسم ڈش انٹینا خریدنے کے لئے
قیمت ۱۱۵۰۰/- ڈش، ۱۲ مع مکمل فٹنگ
نیو محمود ٹیلیویژن
۲۱- مال روڈ- لاہور فون: ۳۵۵۴۲۲
۷۲۲۶۵۰۸

7 CURATIVE SMELLS
سات کیوریٹو خوشبویات
① Digest Curative Smell
② Emergency Curative Smell
③ Fever Curative Smell
④ Flu Curative Smell
⑤ Heart Curative Smell
⑥ Pains Curative Smell
⑦ Temper Curative Smell
۱- ڈائی جیسٹ کیوریٹو سمیل
۲- ایمرجنسی کیوریٹو سمیل
۳- فیور کیوریٹو سمیل
۴- فلو کیوریٹو سمیل
۵- ہارٹ کیوریٹو سمیل
۶- پینز کیوریٹو سمیل
۷- ٹیمپر کیوریٹو سمیل
قیمت فی سمیل 20 روپے مکمل پیکنگ خوبصورت پرس میں 150 روپے
تفصیلی لٹریچر ایک روپیہ کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں۔
کیوریٹو سمیلز انٹرنیشنل ربوہ- پاکستان
فون سیلز: 211283 دفتر: 771 کلینک: 606